ششماہی التفسیر کراچی، جلد:۱۱، شمارہ:۱، مسلسل شمارہ:۲۹، جنوری۔ جون ۲۰۱۷ء

عہدِ عالمگیری کے ایک صوفی، حضرت سید میراں بھیکھؒ

محبوب عالم بیگ
ریسرچ اسکالر شعبہ قرآن وسنہ جامعہ کراچی

ABSTRACT

Hazrat Syed Muhammad Saeed alias Miran Shah Bheek was born in Siwana,Karnal,India on 9th Rajabul Murrajab on 1046 Hijri 7th December,1636 Before Sunrise.His Father name was Peer Syed Muhammad Yousuf Tirmizi and Mother name was Bibi Malko.He was Syed by parents. As his forefather migrated from Tirmiz to India so they called Tirmizi.According to instructions of Hazrat Muhammad(Peace be upon him) their forefathers the ruler migrated to India. They paved at Siwana,India,At that tim of Siwana was Hindu,so he did not welcome their arrival. Later on that he became Muslim.According to the Book Nuzhat-ul-Salkeen written by Hazrat Syed Aleemullah Shah Fazil Jalandhari on 1183 Hijri and Samra-tul-Fawad written by Shah Hazrat Lutufullah,translated into Urdu in 1921 by Fazal Hussain Makhmoor Qureshi,His Mother took special care in his moral and spiritual upbringing her mother migrated from Siwana to Kohram Sharif for higher and better education of her child. When Hazrat visited Kohram Sharif where he saw Syed Miran Shah Jalal Bheek and he soon realized that the boy will become"Qutub Zaman"so he took keen interest in the study of Miran Bheek and he took him for his admission in Ma dressa of Akhwand Farid was the where he also studied the Hazrat Shah Abul Muaali The Mughal King Spiritual Teacher of Hazart Syed Miran Bheek

Aurangzeb Alamgir was born in Dohad,India on 15th Ziquad 1027 Hijri on 24th October,1618.The era of Mughal King and Hazrat Miran Bheek are same,Miran Bheek mostly belongs to the era of Mughal king Aurangz Alamgir The Mughal King Aurangzeb Alamgir was loved by mystic. After hearing the ethics,Karamat the king sent a letter ،and spiritual qualities of Hazrat Miran Bheek for devotion alongwith Frangrance perfumed and Certificate of Ruling of the 07 Villages and request for pray for long ruling at Hindustan and health, after reading the letter he accepted the on perfumed and returned back Certificate of Ruling of 07 Villages 22nd July,1719. He was 84 years old at the time of his death. The dargah of Hazrat Syed Miran Bheek is in Kohram Sharif District Patiala East,India.The tomb was built by Nawab Roshan-ud-Dola who was the Disciple of Hazrt Syed Miran Bheek.People,irrespective of their caste and creed,attend to paytheir token of love and devotion.

*keyword:*Bheek,migra,Qutub Zaman,Spiritual Teacher,Patiala, Mughal King,Tomb.

”حضرت سید احمد زاہد ترمذیؒ، ترمذ کے رہنے والے تھے۔“ اللہ تعالیٰ نے ان کو ۳ فرزند عطا کیے تھے۔ ایک دن سید احمد ترمذیؒ کو حالتِ خواب میں دربارِ رسالت ﷺ سے حکم ہوا کہ دستار امانت اپنے پسر زیدؒ کے سپرد کریں۔ چناں چہ انہوں نے حضرت زیدؒ کو ولی عہد مقرر کیا“ [۱]

مکتب اور تعلیم سے فارغ ہوئے تو حضرت زیدؒ کو بھی حالتِ خواب میں دربارِ رسالت ﷺ سے اشارہ ملا کہ آپ ہندوستان چلے جائیں۔ آپ اپنے ہم رکاب لوگوں کو لے کر ترمذ سے افغانستان، پشاور اور پھر لاہور سے ہوتے ہوئے موضع سیمانہ، ضلع کرنال انڈیا میں اترے۔ ”انہی حضرت زید ترمذیؒ کی اولاد میں گیارہویں پشت میں حضرت مولانا محمد یوسف ترمذیؒ سیوانیہ اور پھر انہی کے فرزند حضرت سید محمد سعید عرف سید میراں بھیکھؒ ہوئے ہیں“ [۲] حضرت سید میراں بھیکھؒ ۹ رجب المرجب ۱۰۴۶ھ بمطابق ۷ دسمبر ۱۶۳۶ء بروز اتوار بوقت صبح صادق سیوانیہ ضلع کرنال بھارت قافلہ سالارِ سادات کا نام عین مطابق حدیث شریف یہی ثابت ہوا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **السعید من سعد فی بطن**

اُمّہ۔ترجمہ: نیک بخت اپنی ماں کے شکم سے ہی نیک بخت ہے۔۳

آپ کے والد کا نام پیر سید محمد یوسف ترمذیؒ اور والدہ کا نام بی بی ملکو ہے۔۴ آپ کا نسب نامہ پدری کئی واسطوں سے حضرت امام حسینؓ پر منتہی ہوتا ہے، آپ حسینی ترمذی ہیں۔آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔سید محمد سعید بن سید یوسف بن سید قطب بن سید عبدالواحد بن سید احمد بن سید محمد سعید بن شاہ نظام الدین بن شاہ عزیز الدین بن شاہ تاج الدین بن شاہ عزیز الدین نو بہار بن شاہ عثمان بن سید سلیمان کفار شکن بن مخدوم شاہ زید سالار لشکر بن سید احمد زاہد بن سید حمزہ بن سید ابا بکر علی بن سید عمر علی بن سید محمد تختہ بن سید احمد تختہ بن سید علی رہبر کا کی بن سید حسین ثانی بن سید محمد مدنی بن سید ناصر ترمذی بن سید موسیٰ الحمیص بن سید علی حسن حمیص بن سید حسین اصغر بن سید علی زین العابدین بن امام حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔۵

سید علی اکبر بن سید صادق بن سید احمد بن سید محسن بن سید علی اکبر بن سید حسین بن سید جان کلہتی راجہ کالی داتار بن سید شاہ نظام الدین بن سید شاہ نظام الدین ساکن ساڈھورا بن حضرت شاہ عزالدین ساکن سیوانہ بن شاہ تاج الدین بن شاہ عزالدین نو بہار بن حضرت شاہ سید عثمان بن حضرت شاہ سلیمان کفار شکن بن حضرت شاہ زید شہید سالارِ لشکر قدس سرہ العزیز۔۶

روحانی نسبت حضرت شاہ ابوالمعالی چشتی صابریؒ کے واسطہ سے ہوتے ہوئے حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ، حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ (پاکپتن شریف)، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (اجمیر شریف) اور خواجگان چشت ابواسحاق چشتیؒ، علوممشاد دینوریؒ، حضرت ابراہیم ادھمیؒ، حضرت حسن بصریؒ اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذریعے سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملتا ہے۔۷ حضرت شاہ لطف اللہ فرماتے ہیں کہ اہل ایمان صاحب تقدس اور علویت والی صفات جو صاحب حال کے اندر موجود رہتی ہیں اور زہد و اتقاء صفات مومن جو اس کے ضمیر میں خمیر ہوتی ہیں اکثر انہیں کے مطابق دُنیا کی زبان سے اس کا لقب پڑ جاتا ہے۔۸ حضرت شاہ لطف اللہؒ فرماتے ہیں میری غرض اس لقب کے اندر چھپی ہوئی ظاہری اور باطنی کیفیت کو ظاہر کرسکوں تاکہ لقب کے اصل معنی ظاہر ہوسکیں۔اس لقب میں اعراب بہت زیادہ اور بے شمار ہیں۔اس عاجز کی لیاقت اتنی بھی نہیں کہ از انجملہ ایک کو بھی سمجھ سکے ہاں کچھ وقوف ہے وہ بھی خود بدولت حضرت میراں بھیکھؒ کا عطیہ و بخشیدہ اور صریح اشارات سے حاصل شدہ ہے۔۹

حضرت شاہ لطف اللہؒ فرماتے ہیں کہ اس لقب کے اندر ایک عجوبہ یہ ہے کہ واضع اس کا معلوم نہیں۔عوام کو اس میں شک ہوگا اس شک کو دور کرنے کی دلیل یہ ہے کہ ہر ذی لقب کو زبان عربی، فارسی اور ہندی میں نامزد کرتا کیوں کہ اس وسیع ملک میں اس وقت تک تین زبانیں مروج تھیں یا وہ نام رکھا جاتا جو بزرگان سلف یا بندگان موجودہ رکھتے تھے مگر نام لقب

سے ظاہر ہے کہ یہ دونوں صورتیں نہیں ہیں بلکہ لقب زبان سنسکرت سے ہے جو زبان اس ملک میں برہمنوں کی زبان ہے اور وہ اس کے معنی خوب سمجھتے ہیں حکمت اس میں یہ ہے کہ خاص و عام اور چھوٹے بڑے کی زبان پر جھٹ پٹ چڑھ جائے اور ہنود کا فرقہ نفرت نہ کرے بلکہ اپنا پیشوا سمجھ کر فیض ہاء سے معنوی حصہ لیں کوئی بھی محروم نہ رہے۔۱۰ لقب دو حرفوں سے مرکب ہے۔ دانایانِ ہند دو حرفوں کے نام کو بہت متبرک سمجھتے ہیں۔ غایت چہار حرف اور یہ پہلی بات ہے کہ ہندوستان میں واقع ہوئی ہے۔۱۱

عرب لفظ بیک کو مشتق جانتے ہیں معنی اس کے گریہ زاری کرنے والا یعنی رونے والا لیتے ہیں ہم بھیک کہتے ہیں وبتقاضائے زبان مادری وہ بھے۔کھ بول ہی نہیں سکتے بلکہ بِیک کہیں گے ہماری طرح بھیکھ بول نہیں سکتے۔ ہندی لفظ بھیکھ کو فارسی والے ترک بھی بیک ہی کہتے ہیں جس کے معنی پیشرو کے کرتے ہیں۔ ان کا بیک کہنا بالکل بھیکھ کے ہمرنگ اور ہموزن ہے اور بھکش بھی بولتے ہیں وہ بھی پیشرو کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں سالک رہنما۔۱۲

حضرت سید میراں بھیکھؒ کے نام نامی کو اس وقت وسعت اور اتنی طویل نسبت ہے کہ ہر ملک، ہر قوم، ہر ملت اور ہر عقیدہ کے انسان جو آپ سے واقفیت رکھے اور کوئی زبان ہو اس میں آپ کا نام لیا جائے بامعنی ہوگا اور آپ کا نام روشن اور آشکارا ہے۔۱۳ اپنے شیخ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ سے بیعت ہونے کے بعد انبیٹھہ شریف سے کہڑام شریف پہنچے تو آپ نے ذکر جہر اور ورد وظائف شروع کئے جس سے باطن کے انوار کھلنے لگے، جب آپ نے ادھر اُدھر دائیں بائیں اور درخت کے پتوں پر دیکھا تو ہر جگہ جگہ بھیکھ بھیکھ نظر آنے لگا یعنی وحدت الوجود کا عکس نظر آنے لگا اور یوں آپ نے بھیکھ بھیکھ پکارنا شروع کیا، جس کی وجہ سے تمام لوگ بھیکھ بھیکھؒ پکارنے لگے اور اُسی دن سے یہ لقب مشہور ہو گیا۔۱۴

لفظ میراں کا مطلب، فیروز اللغات کے مطابق ''بزرگوں کے بزرگ'' ہے۔ یہ لقب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو ملا یا یوں کہیئے کہ اس لقب سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو یاد کیا جاتا تھا۔۱۵

ایک دفعہ میں نے اپنے پیرو مرشد حضرت محمد یونس صابری صاحب سے لفظ میراں کے بارے میں پوچھا کہ آپ کا یہ لقب کب مشہور ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جب حضرت سید میراں بھیکھؒ اپنے شیخ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے فرمان کے مطابق ورد و وظائف پر عمل کر کے روحانی مقامات طے کرنے لگے تو آپ کو لوگ میراں کے لقب سے پکارنے لگے۔ آپ کی عمر ے سال کی ہوئی تو آپ کے والد نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔۱۶

آپ کے والد کے انتقال کے بعد خاندانی جھگڑوں کے باعث آپ کی والدہ آپ کو ہمراہ لے کر کہڑام آ گئیں۔۱۷ آپ کی والدہ نے کہڑام پہنچ کر ایک مکتب میں داخل کرایا وہاں آپ کو ایک ہندو لڑکے سے دوستی اور محبت ہو گئی، محبت چھپنے والی چیز نہیں، مکتب میں چرچا ہونے لگا ایک دن مکتب کے لڑکوں نے اس ہندو لڑکے کو ملامت کی اور اس

سے کہا کہ فقیر کے لڑکے سے محبت کرنا مناسب نہیں، جب آپ کو یہ معلوم ہوا تو آپ کو ان کا یہ کہنا ناگوار گزرا۔ آپ نے اس لڑکے کو جو سب کا سرغنہ تھا ایسے زور سے طمانچہ مارا کہ اس کے جبڑے ٹوٹ گئے۔ ۱۸؎ ''معلم کے پاس آپ کی شکایت گئی، معلم نے آپ کو مکتب سے نکال دیا'' کیوں کہ جن لوگوں نے آپ کی شکایت کی تھی، وہاں سے بھاری رقم معلم وصول کیا کرتے تھے لہٰذا فوری ایکشن لیا گیا۔ ۱۹؎

آپ اسی طرح گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے تھے کہ ایک دن حضرت شاہ جلالؒ جو شاہ فاضل مجذوبؒ کے بھائی تھے مریدوں کی تعلیم و تربیت کے واسطے کہڑام میں تشریف لائے انہوں نے آپ کو دیکھ کر آپ کے متعلق دریافت کیا جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ آپ سید محمد یوسفؒ کے فرزند ہیں تو ان کو آپ سے ہمدردی پیدا ہوئی، آپ سے بہت محبت سے پیش آئے۔ انہوں نے آپ کو سمجھاتے ہوئے فرمایا: ''میاں صاحبزادے یہ وقت کھیل کود کا نہیں ہے، یہ زمانہ لکھنے پڑھنے کا ہے۔ آپ نے جواب دیا اس سے قبل میں پڑھتا تھا اب کیا کروں کہ مجھے معلم نے مکتب سے نکال دیا، حضرت شاہ جلالؒ نے یہ سُن کر آپ کی تسلی و تشفی کی اور آپ سے فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے وہ ہر طرح کی سہولت پہنچانے کی کوشش کریں گے اور معلم کو بھی آپ کی تعلیم کے متعلق ہدایت فرمائیں گے۔'' اُسی رات کو انہوں نے اپنے چار مریدوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ آپ کی ہر طرح کی خبر گیری سے غافل نہ ہوں اور آپ کے خورونوش، پوشاک اور خرچ کاغذ وغیرہ کا معقول انتظام کریں اور آپ کی تعلیم سے کسی طرح کی غفلت نہ برتیں۔' آپ کو بُلا کر حضرت شاہ جلالؒ نے اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور تھوڑا کھانا آپ کو دیا کہ اپنی والدہ صاحبہ کو جا کر دیں اس پر آپ نے حضرت شاہ جلالؒ سے کہا کہ ''اُن کا رازق حق تعالیٰ ہے''، دوسرے دن علی الصبح حضرت شاہ جلالؒ مٹھائی، کاغذ اور پوشاک لے کر آپ کے یہاں آئے آپ سو رہے تھے آپ کو جگایا کپڑے پہنا کر آپ کو معلم کے پاس مکتب میں لے گئے۔ ۲۰؎ حضرت شاہ جلالؒ نے معلم کو تاکید کرتے ہوئے فرمایا: یہ تمہارے پاس قرآن مجید، گلستان اور بوستان پڑھیں گے اور معلم کے کان میں آہستہ سے کہا کہ تم نہیں جانتے کہ سیدزادہ قطب زماں ہے، تم کو چاہیئے کہ اس کی خدمت خوب کرو اور اس کی تعلیم میں کسی قسم کی غفلت یا تغافل نہ برتو۔ ساتھ ہی آپ نے معلم حضرت اخوند فریدؒ کو پانچ روپے پیش کئے۔ ۲۱؎

دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ یتیم ہوئے تو انہوں نے گھر سے نکل کر جنگل میں خلوت اختیار کر لی اگرچہ ان کے بھائی جان محمد انہیں گھر لاتے مگر ان کی طبیعت نہ لگتی تھی والدہ سے اجازت لے کر کہڑام آئے اور قانون گویوں کے مکتب میں حضرت اخوند فرید کے شاگرد ہوئے۔ ۲۲؎ اسی دوران ایک منجّم کا اس مدرسہ سے گزر ہوا اس نے اپنے علم کی رو سے حضرت سید میراں بھیکھؒ کے متعلق اعلان کیا کہ یہ طالب علم بڑا ہو کر اس شان کا ہوگا کہ اس کے چاروں طرف بادشاہوں کی طرح لوگوں کا ہجوم ہوگا۔ ۲۳؎ اسی روز سے معلم نے آپ کی تعلیم پر خاص توجہ دی۔ آپ نے چھ مہینے میں کلام

اللہ، گلستان اور بوستان ختم کر کے خلیفہء مکتب کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے۔اس کے علاوہ آپ کو عربی اور فارسی پر مکمل عبور حاصل تھا۔۲۴

کہڑام کے ایک شخص کا عہدۂ فوجداری پر تقرر ہوا جب وہ اپنے عہدہ کا چارج لینے کی غرض سے کہڑام روانہ ہوا تو اس نے اپنے لڑکے کی تعلیم کے واسطے آپ کو اپنے ہمراہ لیا۔ کچھ عرصے تک آپ اس لڑکے کو پڑھاتے رہے لیکن جب اس نے دیکھا کہ آپ ہر مذہب وملت کے فقیروں کے پاس جاتے ہیں اوران سے طالب ہوتے ہیں تو اس شخص کو یہ خیال ہوا کہ کہیں معرفت الٰہی کے شوق میں آپ اُن فقیروں میں سے کسی کے ساتھ نہ چلے جائیں اس لئے آپ کو آپ کی والدہ محترمہ کے پاس کہڑام پہنچا دیا۔۲۵ کہڑام سے پندرہ کوس کے فاصلے پر موضع نلوی واقع ہے وہاں حضرت میاں محمد قاسمؒ کی خدمت میں پہنچے وہاں پر ایک سال سے کچھ کم عرصہ رہے یہاں پر آپ کے ذمہ نمازیوں کیلئے پانی گرم رکھنے اور آلاؤ جلائے رکھنے کا کام تھا اس کیلئے جنگل سے ایندھن بھی لاتے تھے۔۲۶

حضرت میاں محمد قاسمؒ ان دنوں مکان بنوانے کے لیے سامان اکٹھا کر رہے تھے کہ ایک شہتیر لانے کے لیے آپ کے شاگرد اور مرید گئے مگر وزنی تھا، نہ لا سکے، حضرت سید میراں بھیکھؒ نے کہا مجھے بھی لے چلو میں بھی ذرا زور لگا کر دیکھوں، دوسرے لوگوں کے ساتھ جب جا کر شہتیر دیکھا تو سب کو الگ کر دیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتے ہوئے اکیلے ہی اٹھا لائے جب شہتیر دیواروں پر رکھنے لگے تو معلوم ہوا وہ چھوٹا ہے مگر حضرت سید میراں بھیکھؒ نے ورد کرتے ہوئے شہتیر رکھا تو وہ پورا تھا۔۲۷ جب باقی درویشوں نے اس تصرف کا معائنہ کیا تو اپنی کلاہوں کو پھینکا اور خرقوں کو پھاڑ کر حضرت میاں محمد قاسمؒ سے عرض کرنے لگے کہ یہ فقیر ابھی تک الاؤ کا ایندھن ہی جمع کر رہا ہے اور فقیروں کے کلمات سے باخبر نہیں ہوا اور آپ نے اسے اس قدر تصرف عطا فرمائے ہیں اور ہم تا حال محروم ہی ہیں۔ ہمیں بھی صاحبِ تصرف کیجئے۔ حضرت میاں محمد قاسمؒ نے کہا کہ یہ شخص خود سید زادہ ہے اور اس کے آباؤ اجداد صاحب کمال بزرگ گزرے ہیں، مجھے اس بات میں کیا دخل ہے؟ ۲۸ اتفاق سے ان دنوں حضرت میاں محمد قاسمؒ کے مرشد بھی اسی جگہ تشریف رکھتے تھے انہوں نے فرمایا، اے قاسم! ہم تو چھوٹے سے تالاب کی طرح ہیں اور میراں صاحب دریائے عظیم ہیں، ہم سے اور تم سے انہیں سیرابی حاصل نہ ہوگی ان کو رخصت کر دینا چاہئے تا کہ اپنا مقصود کسی اور جگہ سے طلب کریں اور اس طرح حضرت میاں قاسمؒ نے اپنے پیر کے ارشاد کے موافق میراں صاحب کو رخصت دے دی۔۲۹ حضرت میاں محمد قاسمؒ سے رخصت ہوتے ہوئے آپ نے کہا کہ اتنی مدت آپ کی خدمت میں رہا ہوں اور اب مجھے جواب دیتے ہو۔ اچھا آپ کی مرضی لیکن اتنا تو ارشاد فرمائیے کہ میں کس بزرگ کی خدمت میں جاؤں؟ ۳۰ اتفاق سے حضرت شاہ سجاولؒ جو حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے مریدوں میں سے تھے وہاں بیٹھے تھے وہ فوراً بول اُٹھے اے میراں! میں تمہیں ایک کامل ومکمل کے پاس لے جاتا ہوں جو تمہیں منزل مقصود پر

پہنچا دے گا مگر مرید کو پیر شناسی لازمی ہے آپ نے فرمایا پیر کو بھی مرید شناسی ضروری ہے۔۳۱

الغرض اسی وقت حضرت شاہ سجاولؒ اور حضرت میراں صاحب نلوی سے انبیٹھہ کی جانب جو حضرت شاہ کا مولد ومسکن تھا روانہ ہوئے۔ جب انبیٹھہ کے نزدیک پہنچے تو حضرت شاہ سجاولؒ پہلے ہی شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچ گئے اور حضرت میراں صاحب حقہ کشی کی خاطر کچھ دیر باہر بیٹھ گئے۔ شاہ صاحب نے شاہ سجاولؒ سے فرمایا کہ رفیق کہاں چھوڑ آئے ہو؟۳۲ انہوں نے فرمایا عرض کیا کہ پیچھے آ رہے ہیں بعد ازاں وہ اُٹھ کر میراں صاحب کو لانے کیلئے واپس گئے۔ دیکھا کہ وہ خود آ رہے ہیں، میراں جیؒ نے شاہ سجاولؒ سے کہا کہ میرے پیر چارپائی کی پائیت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب روبرو گئے تو شاہ صاحب نے فرمایا، آیئے میراں صاحب اپنے رفیق یعنی حقہ کو کہاں چھوڑ آئے ہو؟ آپ نے عرض کیا کہ میں نے اسے ترک کر دیا اور اس کی رفاقت چھوڑ دی ہے۔۳۳ تعارف کے بعد حضرت میراں جیؒ حضرت شاہ ابوالمعالی کی ارادت میں داخل ہوئے۔ حضرت شاہ ابوالمعالی نے آپ کو مرید کیا اور آداب بیعت سکھائے اور یادِ الٰہی کے لئے امر کیا۔۳۴

حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے بیعت اور تعلیم کے بعد انہیں رخصت کیا میراں جیؒ اجازت کے بعد واپس نلوی آئے تین دن بے ہوش رہے منہ سے کف جاری رہا طبیعت درست ہونے پر کھڑام آ کر محمد فاضل قانون کی مسجد میں رہائش اختیار کی کچھ عرصے اور ایک دوسری مسجد میں رہائش اختیار کی پہلے یہ مسجد ویران تھی آپ نے یہاں آ کر دوبارہ تعمیر کرائی۔ ایک مدت دراز تک آپ نے رات روزانہ اشغال میں گذاری اور دن بھی بلا آرام گزار دیتے تھے۔ آپ کے احباب بھائی جان محمد، حاجی ہیبت اللہ، شیخ موسیٰ وغیرہ سناتے ہیں کہ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ سے بیعت کے بعد رخصت ہوتے وقت انہیں حکم دیا تھا کہ کھڑام میں جا کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاؤ یہاں آنے کا ارادہ بھی نہ کرنا جب موقع ہوگا ہم خود آ جائیں گے یا بلالیں گے۳۵ چناں چہ آپ نے بموجب فرمان مسجد میں قیام فرمایا دن رات یادِ الٰہی میں مشغول رہے صبح سے شام اور شام سے دوسری صبح ہو جاتی تھی نماز باجماعت کیلئے تکبیر کی آواز سن کر آ جاتے تھے اور فرض ادا کر کے پھر حجرے میں چلے جاتے، بقیہ نماز وہیں ادا کرتے تھے یہ بات تصدیق شدہ ہے کہ اس زمانے میں حضرت میراں جیؒ دن رات کے دوران ذکر بالجہر چالیس ہزار مرتبہ روزانہ کرتے تھے اس دوران آپ دوسرے سے تیسرے دن ایک سوکھی روٹی بھگو کر کھاتے تھے جو ان کا پیر بھائی نظام چوڑی فروش پہنچاتا تھا۔ کبھی کبھی حضرت میراں جیؒ رات کے وقت باہر نکلتے تھے کوڑے کے ڈھیروں اور گلی کوچوں سے گرے پڑے ٹکرے لے آتے تھے اور جب دوپہر کو فرصت کا وقت ملتا تو انہی کپڑوں کو صاف کر کے اپنی گڈری اور پھٹے ہوئے کپڑوں کی مرمت کر لیتے تھے اسی طرح ذکر اذکار، فقر و فاقہ اور تخلیہ میں زندگی کے بارہ سال گزار دیئے بس ملاقات اسی نظام الدین چوڑی فروش سے رہی۔۳۶ بعد ازاں بارہ سال بعد آپ کے شیخ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ خود تشریف لائے حضرت میراں جیؒ نے بازار میں ان کا استقبال کیا۔ شیخ نے مرید پر نظر ڈالی اور فرمایا میراں جیؒ یہ کیا حالت

ہے؟ لباس پر اس قدر جوڑ کہ اصل دکھائی ہی نہیں دیتا، جسم نہایت کمزور، ہر امر میں اس قدر مبالغہ ایسے ضعیف اور کمزور ہو گئے ہو۔ جواباً! عرض کیا ''تا کہ خلق خدا کو فقیر دکھائی دوں'' ''نہیں بلکہ آپ تمام مخلوق میں معزز ترین دکھائی دیں جو حقیقت میں آپ کی شان ہے'' ۳۷

آپ نے وہ گدڑی اور لباس اتار کر رکھ دیا جو آپ کے وصال کے بعد تبرکات میں شامل کر لیا گیا پھر حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے آپ کو پیراہن، کلاہ، جامہ اور چادر عنایت فرمائی۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ: ''بندہ کو اس لباس پہننے کی لیاقت نہیں آپؒ نے عرض کیا میں کہتا ہوں اور تم عذر کرتے ہو، حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے فرمایا بحکم مرشد آپ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ خلافت نامہ میں حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے حضرت میراں بھیکھؒ سے فرمایا ''اے برادر بزرگوں کے فرمان کے مطابق درویشوں کا خرقہ تقاضا کرتا ہے کہ درویشوں جیسے کام کرو اور درویشوں کا کام فقر و فاقہ اور سخت محنت برداشت کرنا ہے ان کیلئے خوشی اور غمی یکساں ہیں، راحت و جراحت مساوی ہیں درویش، فقیروں، غریبوں اور مسکینوں سے محبت کرتے ہیں۔ ۳۸

جس زمانہ میں حضرت میراں بھیکھؒ کہڑام میں ریاضت میں مشغول تھے انہی ایام کا ذکر ہے کہ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ خود استغراق میں رہتے تھے اور امورِ خانہ داری کی طرف بہت کم توجہ دیتے تھے ایک دن آپ کو موقع پا کر امور خانہ داری اور رہائشی مکان کی مرمت کی طرف متوجہ کرایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میراں جیؒ کو کہنا چاہئے۔ چنانچہ بی بی صاحبہ نے کہڑام سے عبدالمومن صاحب کی معرفت بلا بھیجا میراں جیؒ حجرہ میں معتکف تھے مگر حکم پا کر انبیٹھ چل دیئے مرشد کے حضور حاضر ہوئے عبدالمومن نے پکار کر توجہ مبذول کرائی اور عرض کیا کہ آپ کے حکم کے مطابق میراں جیؒ حاضر ہیں حکم ہوا کہ اپنی والدہ کے پاس لے جاؤ۔ حضرت میراں جیؒ اندر چلے گئے اور انہیں بتایا کہ لڑکی کی شادی کا کام نزدیک ہے مگر یہاں سامان تو کہاں مکان بھی ٹوٹا پھوٹا پڑا ہے۔

حضرت میراں جیؒ نے ایک دو صاحبوں کو ساتھ لے کر تعمیر اور مرمت کا کام شروع کر دیا۔ دن رات اسی کام میں مصروف رہنے لگے اس سے پہلے مجاہدہ اور یادِ الٰہی میں مصروف تھے خوراک بہت تھوڑی تھی جسم بہت دُبلا ہو گیا تھا اب جسمانی مشقت بھی کرنا شروع کر دی اور اس کے ساتھ جاری روزہ اور شب و روز کے ورد بھی جاری رکھے خوراک میں وہی ابلی ہوئی بلا نمک مونگ کی دال۔ چار دیواری مکمل ہوئیں تو جنگل سے لکڑی لانا شروع کی اور درست کر کے شہتیر، کڑیاں اور چھتیں تیار کیں اور روزانہ موقع ملنے پر حضرت پیرو مرشد کے حضور حاضری بھی تھی۔ کام کی تکمیل پر جب حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کی خدمت میں تمام واقعات اور حالات پیش کئے گئے تو آپؒ نے حضرت میراں جیؒ کیلئے دعا فرمائی ''اے اللہ تعالیٰ بحرمت النبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مجھے اس درویش سے سرخرو فرما۔ ۳۹ انبیٹھ سے کہڑام واپسی ہوتے ہوئے کشتی

سے دریا پار کیا، کہڑام پہنچ کر عبادت وریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہوئے رات کو کنویں پر ایک تختہ بچھا کر اس پر بیٹھ کر عبادت کرتے اور اپنے نفس کو آگاہ کرتے کہ اگر سویا تو کنویں میں جا گرے گا۔[۴۰]

حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے اسی استغراق کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک بار آپ سات یوم تک محو استغراق رہے اور صاحبزادے، درویش، فقیر، عیال واطفال کیلئے کھانے پینے کو کچھ نہ ملا۔ سات دن بعد سہارن پور کے کچھ باشندے ان کی خدمت میں آئے اور تقریب کا بہانہ کر کے حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کو کل جماعت کے ہمراہ سہارن پور لے گئے وہاں لے جا کر قسم قسم کے کھانے پیش کئے۔ حضرت میراں جیؒ کے ذمے کھانا کھلانے کا کام تھا آپ کھانا کھلانے کا کام نہایت تن دہی سے کیا کرتے تھے خود کچھ نہ کھایا بلکہ کھانا شروع ہونے سے قبل آپ نے میزبان کو اشارتاً کہا کہ کچھ کھانا الگ رکھ چھوڑنا۔ میراں جیؒ کو حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے اہل خاندان کی گذشتہ ہفتہ کی فاقہ کشی یاد تھی۔ میراں جیؒ نے شیخ کو عشاء کی نماز کا وضو کرایا اور ساتھیوں کو کہا کہ اب آپ سنبھالیں، میں ایک دوسرے کام کو جاتا ہوں۔

حضرت میراں جیؒ نے وہ الگ کیا ہوا کھانا جس میں پلاؤ، بریانی، روٹیاں اور حلوہ وغیرہ تھا سب کچھ لے لیا اور اپنی چادر میں باندھ لیا شوربے کی دیگچی سر پر اور باقی سامان کندے پر رکھ کر انبیٹھہ کو روانہ ہوئے۔ تقریباً آدھی رات کے وقت مرشد کے گھر پہنچے۔ چراغ روشن کیا، تمام خاندان کو کھانا کھلایا، پانی پیش کیا۔ سب چھوٹے بڑوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا میراں جی نے برتن خالی کرائے، گٹھری باندھ کر سر پر رکھی، راتوں رات سہارن پور پہنچ گئے اور صبح کو وضو کے لیے مرشد کی خدمت میں روزانہ کی طرح حاضر تھے۔ سہارن پور اور انبیٹھہ کا فاصلہ (بارہ کوس یعنی اٹھارہ میل) کم وبیش انتیس کلومیٹر ہے اور یہ فاصلہ حضرت سید میراں بھیکھؒ نے ایک دن میں تین مرتبہ طے کیا تا کہ مرشد کے عیال واطفال کی خدمت بجالائیں اور پھر مسلسل بیس دن تک سہارن پور میں اسی طرح فرماتے تھے۔ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے بارگاہِ ایزدی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا اے اللہ تعالیٰ اس مقبول بندے کو اپنا اور زیادہ مقبول بنا اپنی بارگاہ کے خاص الخاص بندوں میں شمار کر اور اسے خاص نور سے منور کر دے اپنی معرفت کے رنگ میں رنگ دے، تا کہ ہمیں بھی اس سید زادے کی طرف سے سرخروئی حاصل ہو۔[۴۱]

اکثر رفقاء ودرویشاں خادمانِ مرشد آفاق (حضرت شاہ ابوالعالیؒ) اس امر واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ مرشد آفاق کے گھر میں ہمیشہ عسرت وتنگی کا ہی دور دورہ رہا۔ خاندان بھر کے لوگ، خادم ودرویش بافراغت کھاپی نہیں سکتے تھے خصوصاً بال بچے زیادہ پریشان حال رہتے۔ عیال واطفال تنگی سے گزارتے۔ حضرت پیر دستگیر (حضرت میراں جیؒ) ان سختیوں کو دیکھتے ہوئے اپنے دل میں بہت کڑھتے تھے ایک روز تو حضرت سے رہا نہ گیا آپ نے گھر کی خادمہ یا دایہ سے پوچھا کہ مائی گھر میں کچھ غلہ اس وقت موجود ہے دایہ جس کا نام مشکن تھا اس نے جواب دیا کہ ہاں ہے، مگر زیادہ سے زیادہ بیس

بائیس سیر ہوگا حضرت نے فرمایا آپ اندر جایئے اور اس برتن کے منہ پر جس میں غلہ رہتا ہے ایک کپڑا باندھ کر باہر لیتی آیئے۔ چناں چہ مشکن دایہ نے ایسا ہی کیا۔ ایک چھوٹا سا کپڑا برتن کے منہ پر باندھ کر وہ چاٹی اٹھالائی اور ڈیوڑھی میں رکھ کر حضرت پیر دستگیر (حضرت میراں جیؒ) کو بلا لے گئی۔

پیر دستگیر (حضرت میراں جیؒ) بذات خود وہاں تشریف لے گئے اور چاٹی پر سے کپڑا ہٹا کر غلہ کو ہاتھ سے اوپر تلے کر دیا پھر بدستور کپڑا اس کے منہ پر باندھ دیا اور دایہ سے فرمایا آج سے جس قدر غلہ مطلوب ہو اس چاٹی سے بسم اللہ پڑھ کر لے لیا کرو اور پھر آپ نے منہ باندھ دیا کرو مگر یاد رہے کہ یہ بات کسی دوسرے شخص پر ظاہر نہ کرو ہرگز ہرگز۔ چناں چہ اسی دن سے مائی مشکن نے حسب فرمودہ میراں صاحب عمل کیا جب غلہ کی ضرورت ہوتی جتنا درکار ہوتا اسی بات میں سے نکال لیتی۔ پھر اسی طرح برتن کا منہ باندھ دیتی۔ قریباً دو ماہ اسی طرح گزر گئے۔ چاٹی ضرورت پوری کرتی رہی ایک مرشد آفاق (حضرت شاہ ابوالمعالیؒ) کے دل میں بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ دو مہینے سے تنگی خرچ کی کوئی آواز میرے کان میں نہیں آئی۔ یا اکثر یہی واویلا رہتا تھا۔ کیوں کر گزرتی ہے بظاہر کوئی ایسی آمدنی تو ہوتی نہیں گھر کے آدمیوں سے آپ نے استفسار کیا کہ کیا بات ہے؟ عرصہ سے خاموشی ہے کوئی یہ کہتا نہیں سنا کہ گھر میں دانا نہیں، آٹا نہیں مگر بات ٹال دی گئی کسی نے اصل حقیقت آپ کو نہ بتلائی۔ چند دن کے بعد پھر آپ نے بی بی صاحبہ سے پوچھا کہ کبھی میراں تو یہاں نہیں آئے۔ پھر کچھ الٹ پلٹ جواب دے کر ٹالا گیا مگر با اصرار پوچھا گیا تو بی بی صاحبہ نے کل واقعہ بیان فرمایا کہ ہاں حضرت میراں جیؒ آئے تھے اور حالات و واقعات بتلا دیئے۔ تب حضرت مرشد آفاق نے کہا کہ وہ برتن تو مجھے دکھاؤ۔ بی بی صاحبہ نے اس چاٹی کی طرف انگلی کر دی کہ وہ چاٹی پڑی ہے حضرت نے آکر برتن اوندھا کیا اور فرمایا کہ یہ برتن تو قیامت تک خالی نہیں ہوگا اور حضرت میراں جیؒ سے فرمایا کہ آپ فقیری میں خرابی ڈالتے ہیں یہ فقر و فاقہ جو آپ دیکھتے ہیں اختیاری ہے جبراً نہیں اور ہمیں اس میں کوئی بیقراری نہیں شکایت نہیں یہ دینی اور یقیناً مذہبی و آبائی تنگی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی فرمودہ۔ ایسی حرکت پھر نہ کریئے گا اس معاملہ میں بہت سی نصیحتیں فرمائیں اور بہت فہمائش کی کہ حضرت میراں صاحب کو بہت پسند آئیں دراصل یہ واقعہ ایک ذریعہ تعلیم و تربیت ہے۔[۴۲]

قصبہ انبیٹھہ میں حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے گھر کی ایک دیوار قابل مرمت تھی بی بی صاحبہ نے حضرت میراں جیؒ کو بلا کر دیوار کی مرمت کیلئے ارشاد فرمایا میراں جیؒ نے ایک معمار بلایا اور مرمت کا کام شروع کر دیا۔ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے ایک اور درویش کو حضرت میراں بھیکھؒ کے ساتھ رہنے کو کہا تا کہ ان کی تمام حرکات و سکنات کو نگاہ میں رکھیں اگر کوئی نئی بات ہو تو بتا دے۔ ایک دن حضرت میراں جیؒ کسی کام کو شہر سے باہر تشریف لے گئے پیر صاحب کی طرف سے مقررہ درویش بھی پیچھے پیچھے تھے۔ کچھ دیر کے بعد ایک نہایت خوبصورت سوار نمودار ہوا۔ اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر درویش ہوش و حواس کھو

بیٹھا اور عالم بے خودی میں کچھ دیکھ نہ سُن سکا، ہاں گرتے گرتے اس نے اس قدر دیکھ لیا کہ حسین وجمیل سوار نے حضرت میراں جیؒ کو پانچ روپے دیئے ہیں۔ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے اس درویش سے پوچھا ہم نے تمہارے ذمے کام سونپا تھا کیا ہوا؟

اس نے حضرت سید میراں بھیکھؒ کے متعلق دیکھا ہوا واقعہ بتا دیا اور مزید عرض کیا کہ سوار کے حسن وجمال کو دیکھ کر بندہ بے ہوش ہو گیا تھا جب مجھے ہوش آیا تو سوار جا چکا تھا یہ سُن کر حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے کچھ دیر بعد حضرت میراں جیؒ کو بلایا کہ دیوار اپنے ہاتھ سے مرمت کرنا چاہیئے تھا، امدادِ غیب حاصل کرنا مناسب نہیں آپ خود جانتے ہو مجھے زیادہ سمجھانے کی ضرورت نہیں اظہارِ معجزہ انبیاء کیلئے ضروری ہے ساتھ ہی خرقِ عادات کا چھپانا اولیاء اللہ پر فرض ہے۔ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی طاقت دی ہوئی کہ وہ کمان سے نکلا ہوا تیر (بندوق کی نالی سے نکلی ہوئی گولی) واپس کر سکتے ہیں۔ مگر اس معاملہ میں وہی بات روکتی ہے جو اے میرے بھیکھ آپ کو یاد کرائی ہے۔ یہ ہدایت سُنی بس پھر حضرت میراں جیؒ نے دیوار اور عمارت کی تعمیر کا کام اپنے ہاتھ سے انجام دیا۔[۴۳]

آپ ہندی پوربی زبان کے عظیم شاعر ہیں چوں کہ اُس وقت علاقے میں یہی زبان بولی جاتی تھی لہٰذا آپ نے علاقائی زبان میں شاعری شروع کی۔ آپکی زیادہ تر شاعری وحدۃ لوجود میں ڈوبی ہوئی ہے اور اس نظریہ کو علم الاشیاء کے ذریعے بیان کیا جسے تمام حضرات کو سمجھنے میں آسانی رہی۔ آپکی تصنیفات میں مورکھ سمجھاونی، سی حرفیاں، گیان لہر، گیان پرکاش قابل ذکر ہیں۔

''آپ وحدۃ الوجود کے زبردست حامی تھے اور اس پر مکمل عبور حاصل تھا، حضرت کے کلام میں مسحور کن روانی پائی جاتی ہے آپ نے ہر قسم کی بحر میں طبع آزمائی کی''[۴۴]

اللہ کو یاد کر جو گھٹ گھٹ ہے بھرپور
احمد ﷺ کارن احد نے اپنا کیا ظہور

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو کائنات میں ہر جگہ موجود ہے جس نے حضرت محمد ﷺ کی خاطر اپنا ہونا ظاہر کیا اسی اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔[۴۵]

صاحب اتنا دیجئیو جس مانہہ کٹم سمائے
میں بھوکا نہ رہوں، سادھ نہ بھوکا جائے

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ اتنا رزق عطا کرنا جس میں خاندان کا گزارہ ہو جائے، میں بھوکا نہ رہوں اور درویش مہمان کو بھی شکم سیر ہو کر کھانا مل جائے۔[۴۶]

میں تورے بلہار پَربھوجی میں تورے بلہار
پرتھم پریم اگن جب لاگی اگھم کہانی پرگھٹ جاگی
احمدﷺ لیو اوتار پَربھوجی میں تورے بلہار
تم ٹھاکر میں داسی توری تجھ کرپا بن گت نہ موری
بنو مہا کرتار پَربھوجی میں تورے بلہار

ترجمہ: میرے آقا حضرت محمدﷺ میں آپ پر قربان جاؤں، اللہ تعالیٰ ایک خفیہ خزانہ تھا، سب سے پہلے اسے محبت کی کسک ہوئی اور چاہا کہ آشکارہ ہوجاؤں اور معبود کہلاؤں، بس اس نے عبدہٗ حضرت محمدﷺ کو پیدا کیا۔ اے آقا میں آپ پر قربان ہوجاؤں ہم مانتے ہیں کہ آپ ہمارے سردار اور ہم آپ کے غلام ہیں آپکی مہربانی کے بغیر ہماری نجات نہیں ہوگی، آپ بہت مہربان ہیں ۔[۴۷]

بھیکھا بات اَگھم کی جو کہن سُنن کی نانہہ
جو جانے سو نہ کہے جو کہے سو جانے نانہہ

ترجمہ: اے بھیکھ! حقائق الاشیاء کا علم گفتگو سے نہیں آتا اور نہ شنید سے سمجھایا جاسکتا ہے اسے جو جانتا ہے وہ اسے بتاتا نہیں اور نہ اس پر گفتگو کرتا ہے اور جو گفتگو کرتا ہے وہ اس وقت اس علم سے باہر ہوتا ہے وہ نہیں جانتا۔[۴۸]

حضرت میراں بھیکھؒ کے عہد میں پانچ مغل بادشاہ گزرے جن میں ۱۔شاہ جہاں ۲۔اورنگزیب عالمگیر، ۳۔محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ اول، ۴۔معزالدین جہاں دار شاہ، ۵۔فرخ سیّر شامل ہیں جنھوں نے ہندوستان پر حکومت کی جن میں سرفہرست حضرت اورنگزیب عالمگیرؒ ہیں ۔[۴۹]

اورنگزیب عالمگیرؒ چوں کہ بزرگانِ دین سے بہت زیادہ لگاؤ رکھتا تھا اس لیے آپ نے اس وقت حضرت سید میراں بھیکھؒ کی شہرت سن کر آپ کے حضور ایک خاص رقعہ بھیجا تھا، جس کا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔ 'مطلب اس کا یہ تھا کہ ساٹھ تولہ (یعنی تین پاؤ) اور سات گاؤں کا فرمان (سند) یعنی سات گاؤں کی سرداری اور اسکا بجٹ آپکی خدمتِ اقدس میں بھیجتا ہوں، قبول فرمایئے اور دعا فرمایئے کہ مجھ میں ہمت زیادہ ہو، حوصلہ بڑھے اور دشمنان ظاہری و باطنی پر فتح نصیب ہو۔ آپ دعا فرمائیں اور اپنے ساتھیوں کے لئے اور جو کچھ درکار ہو، اطلاع دیں۔ حضرت سید میراں بھیکھؒ نے جب یہ رقعہ ملاحظہ فرمایا، تو جواب رقم فرمایا کہ میں نے بادشاہ کا عطیہ قبول کیا اور گاؤں کی سند کو واپس بھیجتا ہوں اس لئے کہ

اس فقیر کے جس قدر مرید ہیں تمام اہل کسب ہیں وہ اپنی روزی اپنے زور بازو سے کمانے اور کھانے کے عادی ہیں اور بعض درویش ہیں جو مساجد میں بود و باش رکھتے ہیں اور توکل خدا پر اپنی گزران کرتے ہیں۔ رہا یہ فقیر بادشاہ کے ملک میں دریوزہ گری کر کے اپنے روٹی کپڑے کی ضروریات پوری کر لیتا ہے میری اوقات بسری یوں ہو جاتی ہے۔ فقیر سے سوائے دعائے خیر، دنیا دار کا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ سو وہ بغیر منت وخوشامد بادشاہ کے لئے کی جا سکتی ہے جو بارگاہِ الٰہی اور حضرت محمد ﷺ کی سرکار میں کرو ۵۰ ؎ ''آپ ۵ رمضان المبارک صبح صادق ۱۱۳۱ھ بمطابق ۲۲ جولائی بروز ہفتہ ۱۷۱۹ء کو واصل بحق ہوئے'' ۵۰ ؎ عمر بمطابق ہجری سن ۸۵ سال ایک ماہ اور پچیس دن اور عمر بمطابق عیسوی ۸۲ سال ۷ ماہ ۱۵ دن اس فانی دنیا میں گزارے''۔ مزار پُر انوار کہڑام شریف میں حاجت روائے خلق ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت محمد یونس صابری صاحب آف ملتان فرماتے ہیں کہ جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ جب یہ بند مٹھیاں کھل جائیں تو سمجھ جانا کہ میرا وصال ہو چکا اور ایسا ہی ہوا۔ ۵۱ ؎

المختصر یہ کلام اس دورِ مادیت میں اہل اللہ کے چاہنے والوں کے لئے روحانی بالیدگی کا سبب بنے گا۔ دورِ حاضر کی اخلاقی پستی اور ذہنی انتشار کے تدارک کی اگر کوئی ترکیب ہے تو وہ علم و ادب اور تصوف کے حوالے سے ہو سکتی ہے۔ بلاشبہ وہ حضرت سید محمد سعید المعروف سید میراں بھیکھؒ کے فکر و تعلیم اور اشعار و کلام کی روشنی سے ممکن ہے جس سے استفادہ کر کے نہ صرف انسان اپنے عقیدہ توحید کو مضبوط کر سکتا ہے بلکہ اس کی روشنی میں کامیاب زندگی گزار کر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

١؎ صابری، خلیفہ محمد یونس، تذکرہ سید میراں بھیکھؒ (ملتان، ندوۃ الاصفیاء، ۲۰۰۰ء) ص ۱۔

٢؎ ایضاً ص ۵۔

٣؎ شاہ لطف اللہؒ، مولانا حضرت، ثمرۃ الفواد (پٹیالہ (انڈیا)، سٹیم پریس نابھہ، ۱۹۲۱ء) ص ۲۳۔

٤؎ چشتی، فاروق الحسن، نورِ معرفت (ملتان، بیکن بکس، ۲۰۱۱ء) ص ۱۷۔

٥؎ ایضاً ص ۱۱۔

٦؎ ثمرۃ الفواد، ص ۲۲۔

٧؎ صابری، خلیفہ محمد یونس، سی حرفیاں (ملتان، ندوۃ الاصفیاء، ۲۰۰۹ء) ص ۱۷۔

٨؎ ثمرۃ الفواد، ص ۲۳۔ ٩؎ ایضاً۔

١٠؎ ایضاً ص ۲۳، ۲۴۔ ١١؎ ایضاً۔

١٢؎ ثمرۃ الفواد، ص ۲۸، ۲۹۔ ١٣؎ ایضاً۔

۱۴ شارب، ظہورالحسن، ڈاکٹر، تذکرہ اولیائے پاک و ہند (لاہور، الفیصل ناشران، سن ندارد) ص ۳۳۵۔

۱۵ فیروزالدینؒ، مولوی، الحاج، فیروزاللغات (لاہور، فیروزسنز، ۲۰۱۱ء) ص ۱۳۹۴۔

۱۶ شارب، ظہورالحسن، ڈاکٹر، تذکرہ اولیائے پاک و ہند (لاہور، الفیصل ناشران، سن ندارد) ص ۳۳۵۔

۱۶ ایضاً۔

۱۷ ایضاً۔

۱۸ ایضاً۔

۱۹ ایضاً۔

۲۰ ایضاً ص ۳۳۵، ۳۳۶۔

۲۱ ایضاً ص ۳۳۶، ۳۳۷۔

۲۲ تذکرہ سید میراں بھیکھ، ص ۷، ۸۔

۲۳ ایضاً ص ۸۔

۲۴ تذکرہ اولیائے پاک و ہند، ص ۳۳۷۔

۲۵ ایضاً ص ۳۳۷۔

۲۶ تذکرہ سید میراں بھیکھؒ ص ۸۔

۲۷ ایضاً۔

۲۸ چشتی، فاروق الحسن، نورِ معرفت (ملتان، بیکن بکس، ۲۰۱۱ء) ص ۲۰۔

۲۹ ایضاً۔

۳۰ ایضاً۔

۳۱ ایضاً۔

۳۲ ایضاً۔

۳۳ ایضاً۔

۳۴ تذکرہ سید میراں بھیکھ، ص ۹۔

۳۵ ایضاً۔

۳۶ ایضاً ص ۱۰۔

۳۷ ایضاً ص ۱۰، ۱۱۔

۳۸ ایضاً ص ۱۶۔

۳۹ ایضاً ص ۱۱، ۱۲۔

۴۰ تذکرہ اولیائے پاک و ہند، ص ۳۴۱۔

۴۱ تذکرہ سید میراں بھیکھؒ ص ۱۲ تا ۱۴۔

۴۲ ثمرۃ الفواد، ص ۴۰، ۴۱۔

۴۳ تذکرہ سید میراں بھیکھ، ص ۱۴ تا ۱۶۔

۴۴ تذکرہ سید میراں بھیکھؒ ص ۳۲۔

۴۵ سی حرفیاں، ص ۲۲۔

۴۶ ایضاً ص ۸۳۔

۴۷ ایضاً ص ۶۱۔

۴۸ ایضاً ص ۸۳۔

۴۹ بھٹی، محمد اسحاق، فقہائے ہند (لاہور، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۵ء) ج ۵۔ ص ۳۔

۵۰ ثمرۃ الفواد، ص ۲۴۹۔۲۵۰

۵۱ تذکرہ سید میراں بھیکھؒ ص ۲۹